قرآن خوانی

اور

ایصالِ ثواب

مولانا مختار احمد ندوی

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱

قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب

جسمیں قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ
قرآن خوانی، فاتحہ، تیجہ، چہلم اور برسی وغیرہ بدعاتِ
مروجہ کا ثواب مُردوں کو نہیں پہونچتا۔

ترتیب و تقدیم

مختار احمد سلفی ندوی

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)
مفت برائے تقسیم

پیش لفظ

آج جب کہ اسلام کو ہر طرف سے خطرات نے آگھیرا ہے، مادیّت ورأس مالیت کے یلغار نے روحِ اسلام کو مجروح کردیا ہے۔ اس کے صاف وشفاف جسم کو داغ دار کردیا ہے تو ضرورت ہے کہ اس کے زخمِ جگر کو دھویا جائے، اس کے پاک جسم سے بدنما دھبوں کو چھڑایا جائے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو عام کیا جائے۔

اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کا ایک باکردار ادارہ "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ" جموں وکشمیر نے اصلاح عمل وعقیدہ، فکر اسلامی کی تطہیر اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے حتی المقدور جد وجہد کر رہا ہے۔ کئی اہم دینی کتابوں کو چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتا ہے جس کے مطالعہ سے بیشمار لوگوں کو صحیح دین کی سمجھ مل رہی ہے۔

یہ خیراتی ادارہ ہر طرح سے مسلمانوں کی خدمت کرتے رہنا فرض سمجھتا ہے۔ عام مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کام میں شریک ہو کر فلاحِ دارین حاصل کریں۔

چیرمین
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ، جموں وکشمیر
بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

فہرست مضامین

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنّت کون؟
۱۵۔ اصلاح عقیدہ
۱۶۔ ثعبان محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم ورسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلاف سنّت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل واحکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور وغل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام ومسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحۃ خلف الامام
۳۷۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجود ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لایصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاول اور حبِ رسولؐ کے مظاہر
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربر شاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

قرآن خوانی کے ذریعہ مُردوں کو ثواب پہونچانے کا رواج اب تقریباً ہر جگہ عام ہوگیا ہے۔ وزراء اور سلاطین اور مُلک کی بڑی شخصیتوں کی شہادت اور وفات کے موقع پر اس ملک کا ریڈیو اپنے مقررہ پروگراموں کو چھوڑ کر قرآن کی تلاوت نشر کرنے لگتا ہے۔ عوام اپنے مُردوں کو ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی کی مجلس مقرر کرتے ہیں اور حاضرینِ مجلس میں سے ہر شخص یا مخصوص پیشہ ور قرآن خواں جیسے تیسے قرآن ختم کرکے اس کا ثواب میّت کو پہونچانے کی دُعا مانگتے ہیں۔

اس رسم نے اب پیشہ کی شکل اختیار کرلی ہے اور "میلاد خواں" کی طرح "قرآن خواں" بھی اب ہر جگہ بسہولت پائے جاتے ہیں اور قرآن خوانی کی اجرت بھی قرآن خوانوں کی حیثیت کے مطابق گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ قبرستانوں میں پیشہ ور "قرآن خوانوں" کی مستقل جماعت موجود رہتی ہے۔ یتیم خانوں اور مدارسِ دینیہ کے مسکین طلبہ نیز حفاظ و قراء کی روزی کا ایک مخصوص ذریعہ "قرآن خوانی" بھی بن گیا ہے۔ اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ بڑے بڑے دینی مدارس اور بین الاقوامی شہرت رکھنے والے دارالعلوم بھی آئے دن قرآن خوانی اور ختمِ خواجگان کی مجلس منعقد کرتے رہتے ہیں۔

ایسی حالت میں خرافات کی اس آندھی کا روکنا اور سیلِ بدعت پر بند باندھنا آسان

کام نہیں۔ اس رسالے میں قرآن خوانی کی مروجہ رسم پر بڑی سیر حاصل اور جامع بحث کی گئی ہے اگر تعصب اور جذبات سے عاری ہو کر سنجیدگی سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو انشاء اللہ حق و ضلالت کا فرق واضح ہو جائے گا۔

مسئلہ اہداء ثواب پر تحقیقی نظر قرآن خوانی کے موضوع پر غور کرنے سے قبل اگر ان چند ابتدائی اور تمہیدی حقائق پر نظر رکھی جائے تو انشاء اللہ مسئلہ کی حقیقت بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

۱۔ میت کو ثواب پہونچانے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کی ہدایت فرمائی ہے ان میں قرآن خوانی کا ذکر کہیں نہیں، اور نہ ہی اسکا وجود عہد صحابہؓ اور تابعین میں ملتا ہے جتنی اہمیت اس مسئلے کو اب دیدی گئی ہے خیر القرون میں اتنا ہی یہ غیر اہم تھا اور جتنا چرچا اس کا اب ہو گیا ہے اتنا ہی عہد نبوی اور عہد صحابہ میں یہ گمنام اور مجہول تھا، اگر اس کی ذرا بھی شرعی حیثیت اور اہمیت ہوتی تو اس کی بابت شارع علیہ السلام کا ارشاد ضرور ہوتا۔

ایصالِ ثواب کے مشروع طریقے میت کو ثواب پہونچانے کے جتنے مشروع طریقے کتاب و سنت سے ثابت ہیں ان میں قرآن خوانی کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ ایصالِ ثواب کے تین ہی مشروع طریقے ثابت ہیں۔ دعا، صدقہ جاریہ اور نیابت،

دعا کی بابت تو سب کا اتفاق ہے کہ میت اگر کافر و مشرک نہ ہو تو اس کیلئے دُعا کرنی مسنون ہے اور ولد صالح کی دعا والدین کیلئے صدقہ جاریہ ہے، مومن کی دُعا دوسرے مومن بھائی کیلئے قبول ہوتی ہے۔ اخلاف کی دُعا اسلاف کے حق میں منصوص امر ہے ارشاد الٰہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ — اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ — ہمارے رب بخشدے ہمکو اور ہمارے ان بھائیوں
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ — کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے ہیں اور
قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا — ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کینہ نہ بنا
اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (الحشر آیت ۱۰) اے ہمارے رب بیشک تو مہربان رحم والا ہے

اور ہر اذان کے بعد امت مسلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ سے وسیلہ، فضیلت اور مقام محمود کی دعا کرتی ہے۔ غرض زندوں کی طرف سے مُردوں کے لئے بہترین تحفہ "دعا" ہے۔

۲۔ صدقۂ جاریہ، یعنی مومن اپنی زندگی میں ایسا کام کر جائے کہ جس سے وفات کے بعد اسکو فائدہ پہونچے۔ بخاری، مسلم اور ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث کو جمع کرنے سے ایسے صدقات جاریہ کی تعداد دس تک پہونچتی ہے۔ (۱) علم سکھانا (۲) نیک بچے کی دُعا (۳) قرآن مجید چھوڑ جانا (۴) مسجد بنوانا (۵) سرائے تعمیر کرانا (۶) نہر جاری کرانا (۷) کوئی صدقہ جو حیات اور صحت کی حالت میں کیا ہو (۸) مُردہ سُنت کو زندہ کرنا (۹) جہاد میں مرنا (۱۰) درخت لگانا یا کھیتی بونا۔ ثواب جاریہ کے متعلق مسلم کی اس مشہور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد صرف تین ہی چیزوں کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

اذا مات الانسان انقطع عمله — جب انسان مرجائے تو اس کا عمل بند ہو
الا من ثلاث صدقة جارية — جاتا ہے صرف تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔
او علم ينتفع به او ولد صالح — صدقۂ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے

یدعوالہ۔ صالح اولاد جو اس کے واسطے دعا کرے۔

صدقہ جاریہ میں مذکورہ بالا سب صورتیں شامل ہیں۔ صرف دعا صدقہ جاریہ کے بجائے شفاعت کی قسم میں داخل ہے کہ جب بھی دعا کی جائے گی میت کو ثواب پہونچے گا۔

۳۔ ایصال ثواب کی تیسری قسم نیابت ہے یعنی میت کی طرف سے کوئی شخص نائب ہوکر کام کرے، اس سلسلے میں حسب ذیل امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

(۱) نائب کے اندر نیابت کی اہلیت موجود ہو، احادیث نیابت میں یا تو بچے کا ذکر ہے یا ولی کا یا قریبی کا اجنبی کی نیابت کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں۔

(۲) نیابت صرف مسلم کی طرف سے کی جا سکتی ہے۔

(۳) صحیحین میں صرف دو چیزوں میں نیابت کا ذکر ہے حج اور روزہ دیگر عبادات میں نیابت ثابت نہیں۔

تعبدات شرعیہ میں کوئی شخص دوسرے شخص کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، مکلف کی جگہ غیر مکلف کام نہیں دے سکتا، نہ محض نیت کرنے سے اس کا عمل منتقل ہو سکتا، نہ ہبہ کرنے سے ثابت ہو سکتا۔ اللہ کا ارشاد ہے:۔

(۱) اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی — یہ کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

(۲) وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم) — اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

نیز نیابت کا یہ عمل عقل اور حکمت کے بھی خلاف ہے کیونکہ بندگی کی روح تقویٰ اور اخلاص ہے، عجز و انکساری خشوع و خضوع حضورِ قلب اور انابت الی اللہ یہ سب صفات عامل کیساتھ مخصوص ہیں کیونکہ یہ دل کے اعمال ہیں جو صاحب دل ہی کے ساتھ متصف ہو سکتے ہیں اس لئے نائب کسی طرح کبھی وہ قلبی کیفیات اپنے اندر نیابت کے وقت پیدا نہیں کر سکتا جو منوب عنہ کے ساتھ مخصوص ہیں، یہ تو ممکن ہے کہ مالی عبادات میں کوئی دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ اور قرض ادا کر کے منوب عنہ کو سبکدوش کر دے لیکن دیگر عبادات میں تو اس قسم کی نیابت ممکن ہی نہیں کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہے نائب ان میں نیابت کر ہی نہیں سکتا۔

اگر نیابت عبادات بدنیہ میں جائز ہوتی تو اعمال قلبیہ میں بھی درست ہونی چاہیئے جیسے ایمان، صبر، شکر، رضا، توکل، خوف، رجا وغیرہ اور اگر یہ سلسلہ اسی طرح دراز ہوا تو سارا دین ہی نیابت پر چل سکتا ہے۔ پھر نہ فرد کے ایمان کی اہمیت نہ اعمال کیلئے ریاضت کی حاجت نہ صبر و استقامت کی ضرورت بس سارے امور دین نیابت اور وکالت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ذریعہ طے پاتے رہیں گے اسی طرح نہ اصل قاتل سے قصاص کی ضرورت نہ اصل مجرمین پر حدود کے اجراء کی، بس نائبین کافی رہیں گے۔

نیابت کا مشروع طریقہ نیابت کی بابت صحیح احادیث کے مجموعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف حج اور روزہ میں نیابت جائز ہے باقی امور میں نہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو جہینہ کی ایک

عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی اور حج کئے بغیر مرگئی، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا بتاؤ اگر تمھاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتی، اللہ کا حق ادا کرو اللہ اپنے حق کے وفا کا زیادہ مستحق ہے۔

مسلم کی روایت میں حج کے علاوہ ایک ماہ کے روزے کا بھی ذکر ہے۔

زندہ کی طرف سے نیابت کے لئے اس کے عجز اور عدم استطاعت کی شرط ضروری ہے یعنی آدمی زندہ ہو لیکن اتنا مجبور و معذور ہو کہ اپنا فرض خود پورا نہ کر سکتا ہو تو اپنی زندگی ہی میں کسی کو نائب بنا کر فرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہو سکتا ہے جیسا کہ بخاری میں ہے کہ ایک عورت نے کہا میرے باپ پر حج فرض ہے لیکن وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے کیا میں اپنے والد کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا۔ "ہاں"۔

اس صورت کو حج بدل کہا جاتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ حج بدل کرنے والا شخص پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ جیسا کہ ابوداؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سُنا کہ وہ کہہ رہا ہے "لبیک عن شبرمہ" شبرمہ کی طرف سے میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا میرا بھائی یا میرا قریبی آپ نے پوچھا تو نے اپنا حج ادا کیا؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پہلے اپنا حج ادا کرو پھر شبرمہ کا کرنا۔

اگر اولاد والدین کی طرف سے ان کی وصیت یا بغیر وصیت کے حج کرے تو جائز ہے اسی طرح والدہ یا والد نے صدقہ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور فوت ہو گئے ہیں تو اولاد کو انکی طرف سے صدقہ دینا چاہیئے۔ البتہ حج بچے کے سوا دوسرے کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔

روزے میں نیابت کی دلیل حج کی طرح روزے میں بھی نیابت جائز ہے البتہ اس میں ضروری ہے کہ منوب عنہ کی وفات ہو چکی ہو۔ زندہ شخص کی طرف سے روزہ رکھنے کی اجازت ثابت نہیں۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یارسولؐ اللہ میری ماں مرگئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں اپنی ماں کی طرف سے سب قضا روزے ادا کر دوں؟ آپ نے فرمایا "ہاں"۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مر جائے اور اس پر روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ بعض اہل ظاہر قضا روزوں کے وجوب کے قائل ہیں۔ اہلحدیث کا مسلک بھی یہی ہے کہ میت کی طرف سے روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

نیابت اور اہداء کا فرق بعض حضرات ایصالِ ثواب کے ثبوت میں حج بدل نیز روزہ اور صدقہ والی احادیث کا ذکر کرتے ہیں جبکہ نیابت اور اہداء میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نیابت میں عامل اپنے آپ کو دوسرے شخص کے قائم مقام قرار دیتا ہے مثلاً حج جس میں یوں کہتا ہے "لبیك عن فلان" اے اللہ میں فلاں شخص کی طرف سے حاضر ہوں یا دل میں نیت کرے کہ میں فلاں کی طرف سے حج کر رہا ہوں اور اہدائے ثواب کی صورت یہ ہے کہ حج اپنی طرف سے کرے اور بعد میں کہے یا اللہ میرے اس حج کا ثواب فلاں شخص کو دے پہلی شکل تو ثابت اور منصوص ہے دوسری شکل بقول مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بدعت حقیقیہ ہے۔ چنانچہ۔

ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح میں لکھتے ہیں زندوں کا مُردوں کو عبادت کا ثواب بخشنا بدعت حقیقیہ ہے بخلاف مالی عبادات میں نیابت کے کہ وہ اصل میں صحیح ہے ،،

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی عبادات میں حج اور صدقہ کے سوا ایصال ثواب کے قائل نہیں۔

علماء حنابلہ بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

وقال شیخنا لم یکن من عادۃ السلف اھداء ذلک الی موتی المسلمین بل کانوا یدعون لھم فلا ینبغی الخروج عنھم الخ	مُردوں کو ثواب بخشنا اہل سلف کا دستور نہ تھا وہ صرف ان کے لئے دعا کرتے تھے لہٰذا اُن کے طریقہ سے نکلنا جائز نہیں۔

نیز موافقات میں علامہ ابو اسحٰق کا یہ قول کتنا جامع ہے کہ "اھداء ثواب کے منع کی دو وجہیں ہیں۔ اول شریعت میں مال کے ہبہ کا ثبوت ہے ثواب کے ہبہ کا نہیں۔ جب اھداء ثواب کی کوئی دلیل ہی نہیں تو اس کا قائل ہونا بھی غلط ہے۔

دوم۔ ثواب اور عقاب شارع علیہ السلام کے مقرر کردہ ہیں نیز جزاء عمل کے تابع ہے جیسا عمل ویسی جزاء۔ "جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" بدلہ ہے اس کا جو وہ عمل کرتے تھے،، اس میں عامل کو کوئی اختیار نہیں۔

سوم۔ ثواب اللہ کا فضل وانعام ہے عامل کو اس میں تصرف کا کوئی اختیار نہیں لہٰذا اپنے عمل کے ثواب کو کسی دوسرے کے لئے ہدیہ اور ہبہ کرنے کا عامل کو حق نہیں۔

شبہات اور اُن کا ازالہ کسی بھائی کو یہ شبہہ نہ ہونا چاہئے کہ ثواب کی طرح مال بھی اللہ کا فضل ہے اور جب مال کا ہبہ کرنا جائز ہے تو ثواب کا ہبہ کرنا بھی جائز ہونا چاہئے چونکہ یہ شبہہ حقیقت کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ مال تو ایک محسوس و مقبوض اور قابلِ انتقال چیز ہے ایک کے قبضہ سے لے کر دوسرے کے قبضے میں دی جا سکتی ہے لیکن ثواب تو غیر محسوس اور غیر مرئی شے ہے اور قلب کی اس کیفیت کے تابع ہے جو عامل کو عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اس کا انتقال ممنوع و محال ہے اس لئے ثواب کو مال پر قیاس کرنا ہی قیاس مع الفارق ہے یہ صحیح ہے کہ جزاءِ عمل کے تابع ہے لیکن عامل کو جزاء سے انتفاع اور استمتاع کا حق ہے نہ کہ انتقال و ہبہ و اھداء کا۔ اس فرق کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئے تاکہ خلط مبحث نہ ہو۔

اسی طرح یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور اس کا ثواب امت مرحومہ کو پہنچایا تو یہ قیاس بھی بے محل اور غلط ہے، اس لئے کہ اوّل تو قربانی ایک مالی صدقہ ہے جس میں نیابت جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اُمت کے لئے ایسی ہے جیسے گھر والوں کے لئے قیم اور ولی کی جس طرح ایک مرد اپنے پورے گھر والوں کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنے آل اور اپنی اُمت کی طرف سے قربانی فرمائی اس کا حق تو سب سے زیادہ آپ ہی کو پہونچتا تھا آپ سب سے اولیٰ ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے:-

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (الاحزاب - ٦) — نبی مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ اولیٰ ہیں۔

اس حدیث سے اہداء ثواب پر استدلال کرنا غلط اور بے محل ہے کیونکہ اس سے نیابت ثابت ہوتی ہے نہ کہ اہداء، نیابت اور اہداء دو الگ چیزیں ہیں۔ رہا میت کی طرف سے قربانی کا جواز تو احادیث سے ثابت ہے خود حضرت علیؓ کو آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی طرف سے وہ قربانی کیا کریں۔ اُمت کا آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔ اہداء ثواب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

فاتحہ اور ایصالِ ثواب کچھ لوگ مروجہ رسم فاتحہ کے ثبوت میں ہدایۃ الحرمین میں منقول فتاویٰ اوذجندی کے حوالہ سے یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ جب فوت ہوئے تو حضرت ابوذرؓ خشک کھجور اور دودھ جس میں جو کی روٹی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ نے اس پر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھی پھر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی اور منہ پر ہاتھ پھیرا اور حضرت ابوذرؓ سے فرمایا تقسیم کر دیں میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا۔

یہ سارا قصہ سراسر موضوع اور من گھڑت ہے بلکہ موجودہ رسم تیجا کو سامنے رکھکر کمال ہوشیاری سے اس کو سجایا گیا ہے جس کی نہ کوئی اصل ہے نہ ثبوت، ہدایۃ الحرمین والے نے بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔

مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ جلد دوم ص۳۶۲ میں اس قصہ کی بابت ایک استفتا اور اس کا جواب موجود ہے جس کو ثبوت کیلئے یہاں تمام نقل کیا جاتا ہے۔

استفتاء س:۔ ہم نے ہدایۃ الحرمین میں دیکھا ہے کہ حضرت نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کے سوم اور دسویں و بیسویں و چہلم وغیرہ میں چھوہارے وغیرہ پر فاتحہ دیا اور اصحابوں کو کھلایا پس فی زمانا پھول پان وغیرہ کرنے سے چہلم و دسویں و بیسویں میں مانع ہوتے ہیں کیسا ہے؟

ھوالمصوب۔ یہ قصہ جو ہدایۃ الحرمین میں لکھا ہے محض غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا کوئی نشان نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ الراجی غفرلہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزعن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

حضرت ابوہریرہؓ کا قصہ

ابوداؤد میں ہے کہ "حضرت ابوہریرہؓ نے ابلہ شہر والوں کو کہا کون شخص اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ میرے لئے مسجد عشار میں دو یا چار رکعت پڑھے اور یہ کہے کہ یہ ابوہریرہؓ کے لئے ہے!"

اس قصہ سے ایصال ثواب کا ثبوت پیش کرنا کئی وجہ سے غلط ہے۔ اوّل تو یہ روایت ہی نہایت ضعیف اور ناقابل استدلال ہے اس میں ابراہیم بن صالح بن درہم ایک راوی ضعیف ہے۔ دوم۔ اس میں ایصال ثواب نہیں بلکہ نیابت ہے اور وہ بھی حضرت ابوہریرہ کے حکم اور وصیت پر لہذا نیابت کو اہداء پر قیاس نہیں کرنا چاہئے۔

ابوداؤد میں ہے۔ ایک مرد نے کہا میری ماں مرگئی ہے اگر صدقہ کروں تو اس کیلئے

مفید ہوگا؟ آپ نے فرمایا "ہاں" پھر اس نے ایک باغ صدقہ کر دیا ایک روایت میں ہے کہ ناگہاں مرگئی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو صدقہ کرتی۔ کیا اس کی طرف سے کفایت کرے گا فرمایا "ہاں" پہلی روایت میں یہ بھی ہے کہ "اگر وہ کلام کرتی تو صدقہ کرتی"

یہ حدیثیں اولاد کے بارے میں ہیں اور ان سب میں نیابت کی صورت متحقق ہے یہ دونوں عورتیں صدقہ کا پختہ ارادہ کر چکی تھیں اگر ان کو فرصت ملتی تو صدقہ کرتیں لہذا اُن کی اس نیت کو اُن کی اولاد نے نائب بنکر پوری کیا ایسی نیابت جائز اور ثابت ہے لیکن اس حدیث سے ایصال ثواب کا کچھ تعلق نہیں۔

میت کے گھر کھانا کھانے کی روایت | بعض لوگوں نے دفن کے بعد میت کے گھر جمع ہو کر کھانا کھانے کے جواز میں مشکوٰۃ باب المعجزات کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک میت کے دفن سے واپس ہوئے تو میت کی بیوی نے آپ کو کھانے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا اور آپ نے بھی کھایا اور دوسرے لوگوں نے بھی" یہ حدیث صحیح ہے۔ بیہقی اور ابوداؤد دونوں نے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ دعوت دینے والی عورت میت کی بیوی تھی بلکہ وہ ایک عام قریشی عورت تھی، اصل شبہہ لفظ "ہ" کی ضمیر کی زیادتی سے پیدا ہوا ہے۔ یعنی "داعی امرأۃ (ایک عورت کا داعی) کے بجائے کاتب نے غلطی سے "داعی امرأتہ" یعنی میت کی بیوی کا داعی" لکھدیا ہے۔ ابوداؤد اور جہاں بھی یہ روایت منقول ہے ہر جگہ "داعی امرأۃ ہی ہے۔ داعی امرأتہ۔ کاتب کا سہو ہے اور ایک صحابیہ سے یہ توقع نہیں کہ ایک فعل بدعت کا ارتکاب کرے کیونکہ

میت کے گھر جمع ہو کر کھانا کھانا فعل جاہلیت ہے اور ابن ماجہ کی حدیث صحیح میں اس کو نوحہ کہا گیا ہے جو فعل حرام اور قابل لعنت ہے۔ اس حدیث سے میت کے لئے اہداء ثواب پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الجنائز مولفہ مولانا عبدالرحمن صاحب محدث مبارکپوری رح ص۸۷ تا ۹۱

قبروں پر قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا بیان

مولانا عبدالرحمن صاحب محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ "امام نووی نے اپنی کتاب "اذکار" میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد مروزی نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل سے سنا وہ کہتے تھے جب تم قبرستان میں جاؤ تو سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور قل ہو اللہ احد پڑھو اس کا ثواب مردوں کو بخشو مردوں کو ثواب پہونچے گا بعض اہل علم نے امام احمد سے اس کے ثبوت کا انکار کیا ہے امام احمد کے علاوہ اور اہل علم نے بھی زیارت قبور کے وقت ان سورتوں اور بعض اور سورتوں کو پڑھنے اور اُن کا ثواب مُردوں کو بخشنے کو لکھا ہے مگر باوجود تلاش کثیر کے اس بارہ میں کوئی حدیثِ مرفوع صحیح نظر سے نہیں گذری اور جو مرفوع حدیثیں اس بارے میں نقل کیجاتی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔

ازانجملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو ابو محمد سمرقندی نے فضائل قل ہو اللہ احد میں حضرت علیؓ سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبروں کے پاس سے گذرے اور قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو بقدر تعداد مردوں کے

اس کو ثواب دیا جائے گا۔ اور از انجملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو ابو القاسم زنجانی نے اپنے فوائد میں حضرت ابو ھریرہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قبرستان میں جائے پھر سورہ فاتحہ اور الھاکم التکاثر پڑھے پھر کہے یا اللہ جو میں نے تیرا کلام پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن اور مسلمان مردوں کو بخشدیا تو وہ مردے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کریں گے۔ اور از انجملہ ایک وہ حدیث ہے جو خلال کے شاگرد عبدالعزیز نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ مردوں سے تخفیف کرتا ہے۔ از انجملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو قرطبی نے اپنے تذکرے میں حضرت انسؓ سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ جب کوئی مومن آیۃ الکرسی پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کی ہر قبر میں نور داخل کرتا ہے اور ان کی خوابگاہ کو وسیع کرتا ہے اور پڑھنے والے کو ساٹھ نبی کا ثواب دیتا ہے اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کے واسطے دس نیکیاں لکھتا ہے۔ یہ چاروں حدیثیں ایصالِ ثواب کے بارے میں بہت مشہور ہیں اکثر علماء ایصالِ ثواب کے بارے میں ان کو نقل کرتے ہیں مگر یہ سب ضعیف ہیں اہل علم نے ان کے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے لیکن حافظ سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ان کا مجموعہ بتلاتا ہے کہ ان کی کچھ اصل ہے۔

انتہی کتاب الجنائز صفحہ ۱۰۳-۱۰۴۔

ان احادیث میں دو مسئلے ذکر ہوئے ہیں، قبرستان میں قرآن پڑھنا، مردوں کو قرآن

کا ثواب بخشنا۔ امام ابو حنیفہ قبرستان میں قرآن پڑھنا مکروہ سمجھتے ہیں، جمہور سلف اور قدیم اصحاب احمد کا یہی مذہب ہے۔ ایک روایت امام احمد سے ہے کہ بدعت ہے۔ بعض حنابلہ مکروہ نہیں سمجھتے۔ کتاب الفروع میں ہے کہ مردوں کو قرآن کا ثواب بخشنا بھی مختلف فیہ ہے امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا اور امام احمد اور ابو حنیفہ کے نزدیک پہنچتا ہے۔ امام شافعی نے عدم وصول پر قرآن سے استدلال کیا ہے۔ جامع البیان میں لکھا ہے

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی — انسان کیلئے صرف وہی ہے جو اس نے کوشش کی

لَا یُثَابُ اَحَدٌ بِفِعْلِ غَیْرِہٖ — یعنی دوسرے کے فعل پر کسی کو ثواب نہیں پہنچتا

امام شافعی نے اسی سے استدلال کیا ہے کہ قرآن کا ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا، نیز حدیث

اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلاث — جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے صرف تین چیزیں باقی رہ جاتی ہیں

یہ حدیث اور آیت بعمومہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہدائے ثواب باطل امر ہے جن حدیثوں کو شیخ جلال سیوطی نے نقل کر کے ضعیف کہا وہ ان ادلہ قطعیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ لہذا صحیح امر یہی ہے کہ اہداء ثواب پر کوئی دلیل نہیں۔

یہ ساری تفصیلات رسالہ "اہداء ثواب" مولفہ مولانا محمد صاحب گوندلانوالا سے ماخوذ ہیں۔

قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب سے متعلق مندرجہ بالا دلائل سے آپ پر اچھی طرح واضح ہو گیا ہو گا کہ عبادات بدنیہ جیسے تلاوت قرآن اور نماز وغیرہ کا ثواب میت کو پہنچنا کسی صحیح حدیث صریح سے ثابت نہیں اور جو روایتیں عبادات بدنیہ کے ثواب کے پہونچنے کے بارے میں

نقل کیجاتی ہیں وہ سب ضعیف اور ناقابلِ وثوق ہیں۔

افسوس ہے کہ قرآن خوانی کی یہ رسم علماء کی بے توجہی کیوجہ سے اب عوام وخواص میں اتنی رائج اور عام ہوگئی ہے کہ اس کے خلاف عوام مشکل ہی سے کچھ سننا پسند کرتے ہیں لیکن فاصدع بما تؤمر الآیہ کے بمصداق اس رسم باطل کیخلاف ہم حق کی آواز بلند کر رہے ہیں امید ہے یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی اور ہماری یہ تحریری کوششیں انشاء اللہ مؤثر اور نتیجہ خیز ثابت ہونگی اور جو لوگ بھی تعصب اور ہویٰ سے پاک ہوکر اس کا مطالعہ کریں گے ان کا جذبۂ حق اور آزاد ضمیر انھیں قبولیت حق پر مجبور کریگا۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

کچھ رسالے کی بابت حکومت مصر کی وزارت اوقاف نے میت کیلئے قرآن خوانی اور جنازہ سے متعلق دوسری بدعات کے رد اور اصلاح کیلئے علماء ازہر کی کمیٹی مقرر کی تھی جس کے رکن رکین استاذ محمد احمد عبد السلام نے کمیٹی کے مشورہ پر ایک رسالہ "حکم القراءة للاموات هل يصل ثوابها اليهم" مرتب کیا جو طبع ہوکر بڑی تعداد میں تقسیم ہوا۔ قرآن خوانی کا یہ رسالہ دراصل اسی عربی رسالہ کا اردو ترجمہ اور تلخیص ہے اور مقدمہ میں ہم نے مشہور محدث مولانا محمد صاحب گوندلانوالہ کے رسالہ "اہداء ثواب" کا خلاصہ پیش کر دیا ہے نیز مولانا عبد الرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات سے بھی پورا استفادہ کیا ہے اس کتاب کو استاذ العلماء مخدوم ومحترم مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری نے مطالعہ فرماکر جابجا تصحیح فرمائی ہے، فجزاهم اللہ خیراً۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو عوام کی ہدایت کا بہتر ذریعہ بنائے اور مولف ومترجم ومصحح سب کی محنتوں کو قبول فرمائے آمین۔

مختار احمد سلفی ندوی مدیر الدار السلفیہ مورخہ ۲۲ را کتوبر ۱۹۷۶ء

مقدمہ

از علامہ شیخ احمد بن حجر قاضی محکمۂ شرعیہ قطر

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

آپ نے رسالہ "اهدار القراۃ للاموات" پر حاشیہ اور تبصرہ لکھنے کی مجھ سے فرمائش کی ہے معلوم ہو کہ یہ رسالہ اپنے موضوع پر کافی ہے اور مولف نے قرآن خوانی کا ثواب مردوں کو نہ پہنچنے کے بعض دلائل اور مذاہب اربعہ کا ذکر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مردوں کو ثواب پہنچانے کیلئے مروجہ قرآن خوانی کی رسم "بدعت ہے" اور جس نے کتاب وسنت کی ذرا بھی جھک سونگھی ہوگی اس کو خوب معلوم ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور اصحاب رسولؐ اور ائمہ معتبرین سے اس کی بابت کچھ بھی ثابت نہیں اور ایصال ثواب یا قبروں پر قرآن خوانی کو جائز قرار دینے والے کوئی واضح دلیل بھی نہیں پیش کرتے اور وہ محض گذشتہ فقہاء کے اس قول کو پکڑے بیٹھے ہیں کہ ہر قسم کے عمل وطاعت کا ثواب مُردوں کو ہدیہ کرنا جائز ہے لفظ "کل" تو عموم پر دلالت کرتا ہے جس میں ہر قسم کے عمل شامل ہیں۔ بس اس کی آڑ لیکر بعد والوں نے اس میں مزید وسعت دیدی اور دین میں وہ باتیں داخل کر دیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے اور اس مسئلہ کو میت کی طرف سے حج کرنے کی نیابت پر اور بعض مذاہب کے مطابق روزے کی قضا پر قیاس کر بیٹھے (جیسے امام شافعی کا قدیم قول اور امام احمد بن حنبل کا مذہب، نذر کے روزوں کی

قضاء کی بابت اور جو لوگ بعد میں آتے گئے وہ فلاں شیخ فلاں عالم کے قول اور فلاں کے حاشیہ کو دلیل بنا لیا اور یہ بات بھول گئے یا بھلا دی کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت صحیحہ یا حسنہ کے سوا کوئی دوسری چیز دلیل و حجت نہیں بن سکتی۔

رہے علماء کے اقوال تو وہ چاہے کتنے ہی بڑے فاضل کیوں نہ ہوں اور علم کے کتنے ہی اونچے مقام پر فائز کیوں نہ ہوں اُنکی صرف وہی بات قبول کیجائے گی جو کتاب و سنت کے موافق ہو اور اس کے بعد ان کی خطا و صواب دونوں پر اجر ملے گا۔ حق و صواب کے مطابق کہنے والوں کو دوہرا اجر اور خطا کرنے والوں کو اکہرا لیکن جن باتوں میں انھوں نے خطا کی ہو ان میں انکی تقلید جائز نہیں اور یہ وہی قاعدہ ہے جس کی طرف ہم نے پہلے اشارہ کر دیا ہے کہ مسئلہ اہدا ثواب کو وضع کرنے والوں نے خطا کی ہے چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم رہا ہو اس لئے کہ قرآن کا پڑھنا عبادت ہے اور عبادت توقیف پر مبنی ہوتی ہے یعنی تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائز ہے اور یہ مستحب اور یہ واجب بلکہ وہی کہیں گے جو اللہ نے فرمایا اور جو اللہ کے رسول سے ثابت ہے اور چونکہ میت کی طرف سے حج کرنے کی بابت صحیح حدیث وارد ہے اور اسی طرح روزے کے بارے میں بھی تو ہم نے اس کے متعلق اثبات میں کہا اور جس کے بارے میں صحیح حدیث وارد نہیں جیسے نماز اور قرآن کا پڑھنا اور ماتم اور چہلم اسی طرح دوسری من گھڑت رسومات تو ہم بھی اس کے جواز کے قائل نہیں اور نہ کسی کے لئے روا ہے کہ ایسی بے ثبوت باتوں پر عمل کرے لہٰذا لفظ "کل" (یعنی ہر قسم کی عبادت تو اس سے) جو خرابیاں پیدا ہو سکتی تھیں ان کو بیان کر دیا۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی کوئی عالم اپنے ارادے یا غفلت سے خطا کر جاتا ہے لیکن

اس کے بعد جو لوگ اسکی پیروی کرتے ہیں وہ احادیث اور تفاسیر اور علماء سلف کے اقوال کی چھان بین کی زحمت نہیں اُٹھاتے اور اسی عالم کے قول کو ایک مسلمہ قضیہ بنا کر اختیار کر لیتے ہیں ۔ مثلاً بعض علماء کبار نے بدعت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر ڈالا واجبہ، مندوبہ، حسنہ، سیئہ اور حرام۔ اور یہ نہیں سوچا کہ اس تقسیم سے بدعات کی تحسین اور ضلالتوں کی اشاعت کا کتنا بدترین نتیجہ نکلے گا چنانچہ ایسا ہوا کہ بعد والوں نے اس قول کو دلیل بنا کر اپنی کتابوں کو گمراہیوں اور بدعات کی تحسین سے بھر ڈالا۔ جن میں سے ایک مردوں پر قرآن پڑھنے کی بدعت بھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور عہد صحابہ میں بہت سے مسلمان وفات پائے اور صحابہ کرام اور تابعین کا انتقال ہوا لیکن کسی نے یہ روایت نہیں کی کہ ان میں سے کسی پر کسی نے قرآن پڑھا ہو نہ انکی قبر پر نہ مسجد میں نہ کسی مجلس میں۔

اور تعجب ہے کہ جو لوگ امام مالک اور امام شافعی کی طرف اپنا انتساب کرتے ہیں تو یہ دونوں ہی امام جلیل ایصال ثواب کے قائل نہیں جس کا اعتراف وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو اس کو جائز سمجھتے ہیں خازن اور ابن کثیر وغیرہ ہم نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور تمام تفاسیر اور شروح احادیث بھی اس پر دلیل ہیں کہ امام شافعی اور امام مالک اس کو جائز نہیں سمجھتے۔

بعد والوں نے کتاب وسنت اور اعمال صحابہ کی دلیل کے بغیر ہی اس کو جائز سمجھ لیا اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا اپنے علماء کے قول کو دلیل بنا کر اس رسم سے چمٹ گئے اور جب وہ کسی رائے کی تائید کرنا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو مجتہد بنا کر پیش کرتے ہیں اور

بعض آیات و احادیث کے مفہوم کو دلیل بنا لیتے ہیں خواہ وہ حدیثیں کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہوں جب انھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ زید اور عمر کے قول کو چھوڑ کر قرآن و حدیث کو دلیل بناؤ تو کہنے لگتے ہیں ہم تو معذور ہیں ہمارا کام تو تقلید کرنا ہے اور اجتہاد ہمارے لئے جائز نہیں اور اجتہاد کا دروازہ تو صدیوں سے بند کر دیا گیا۔

حاصل کلام یہ کہ اہداء ثواب اور میت کی وجہ سے قبروں پر اور مجالس اور مساجد میں قرآن پڑھنا بدعت و ضلالت ہے جس سے لوگوں کو متنبہ کرنا ضروری ہے حدیث شریف میں وارد ہے۔

ایاکم و محدثات الامور فان	نئی پیدا کی ہوئی باتوں سے بچو اس لئے
کل محدثة بدعة وکل بدعة	کہ ہر ایجاد کردہ بات بدعت ہے اور سب
ضلالة	بدعت ضلالت ہے۔
نیز فرمایا۔ من احدث فی امرنا	جس نے ہمارے اس دین میں وہ بات
ھذا مالیس منه فھو رد	ایجاد کی جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے۔

اور قرآن خوانی کا یہ رسالہ اچھا ہی ہے البتہ اس میں اعتراضات کے جوابات نہیں ہیں مقدمہ میں یہ کمی پوری کر دی گئی ہے۔ اور بہت مدت سے میرے دل میں یہ خیال ہے کہ اس موضوع پر ایک رسالہ لکھوں جس میں قرآن خوانی کے قائلیں کے شبہات کو اچھی طرح رد کر دوں اور اس کی بابت کتاب و سنت اور علماء کے اقوال پیش کر دوں لیکن

عوائق اور موانع جیسا کہ آپ کو معلوم ہے فرصت نہیں دیتے ایک بات اور بھی ہے کہ الحاد اور کفر وضلال کا سیلِ عظیم ٹوٹ پڑا ہے اس لئے اب علماء کا فرض ہے کہ دین صحیح کی تعلیم وتبلیغ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں اور کفار ملحدین کا رد کریں۔

اس وقت اتنا اختصار ثواب پر مزید لکھنے کے لئے کسی اور فرصت میں دیکھا جائے گا

ہی کافی سمجھتا ہوں وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

میں نے یہ مضمون عدالت میں بیٹھکر انتہائی عجلت اور مصروفیت کے عالم میں املا کرایا ہے اگر کوئی خطا پائیں تو میری طرف سے سمجھیں اور حق وصواب ہو تو اللہ کی توفیق ہے۔

احمد بن حجر
قاضی محکمۂ شرعیہ قطر
۱۵ محرم ۱۳۹۶ھ

نزول قرآن کا مقصد

- ہمارے رب نے یہ قرآن کس لئے نازل کیا ہے؟
- کیا اس لئے کہ اس سے تعویذ گنڈے بنائے جائیں اور بچوں اور مریضوں کو پہنائے جائیں؟
- یا اس لئے کہ قبرستان میں مردوں پر پڑھا جائے اور کٹھ ملا اس کو مال سمیٹنے کا ذریعہ بنالیں؟
- یا اس لئے کہ مکار لوگ اسے برتنوں پر لکھا کریں اور دھو کر اس کا پانی مریضوں اور سحر زدہ لوگوں کو پلائیں؟
- یا اس لئے کہ کام چور اور بے عمل لوگ بھیک مانگنے کے لئے راستوں پر پڑھا کریں۔
- یا اس لئے کہ پورا قرآن ایک صفحہ میں چھاپ کر زینت اور برکت کیلئے دیواروں اور تعویذ بنا کر گردنوں میں لٹکایا جائے؟
- یا اس لئے کہ پیشہ ور لوگ اس کی تعویذ بنائیں اور مسجدوں کے دروازوں پر گلا پھاڑ پھاڑ کر فروخت کریں۔ آیۃ الکرسی اور معوذتین کے تعویذ پانچ پانچ آنے میں؟
- یا اللہ نے قرآن اس لئے نازل فرمایا ہے کہ قوال اور گویے اس کو گائیں اور سننے والے اس کے نغموں اور موسیقی پر اچھل کود کریں اور جوش طرب میں آہ اور واہ کی بارش کریں؟
- جیسے وہ کسی کلب یا مجلس طرب میں ہوں؟

- یا اس لئے کہ بغیر سوچے سمجھے محض طوطوں کی طرح اس کی تلاوت کی جائے؟
- یا یہ اس لئے اتارا گیا تھا کہ اس سے جہاں ہمارے اسلاف نے دنیا فتح کر ڈالی تھی اب اس کے بجائے آج وہی قرآن کسی اندھیرے گوشے میں غلاف کے اندر رکھ دیا جائے اور گرد و غبار کی تہہ کے اندر وہ چھپا رہے؟ تجھ سے عفو و کرم کی التجا ہے اے رب۔
- اپنی کتاب عظیم تو نے ان کاموں کے لئے نہیں نازل فرمائی بلکہ یہ کتاب تو نے اسلئے نازل فرمائی تھی کہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور یہ لوگوں کیلئے روشن چراغ بنے تو نے اس لئے نازل فرمایا تھا کہ یہ سارے عالم کے لئے "بشیر و نذیر" بنے۔
- یہ کتاب تو نے زندوں کے لئے اتاری تھی مردوں کے لئے نہیں۔ تو نے اس لئے اتارا تھا کہ مسلمان اس کو اپنے گھروں بازاروں اور مدرسوں میں اپنا نظام و دستور بنائیں۔

ہم نے اسے چھوڑ دیا اور زندگی کی راہ پر اسطرح چلے کہ قرآن کے مقاصد اور پروگرام ترک کرنے اور قرآن کے خلاف عملی بغاوت کے نتیجے میں ہم پستی اور بدبختی کے قعر مذلت میں گرتے ہی چلے گئے۔

ہم نے قرآن کا مفہوم اور اس کے مقاصد کو کچھ اتنے عجیب و غریب طریقے سے بدل ڈالا جس کی مثال پچھلی امتوں میں نہیں ملتی، پچھلی امتوں نے بھی آسمانی کتابوں کا انکار کیا لیکن ہم نے یہ بات کسی امت کے متعلق نہیں سنی کہ اس نے آسمانی کتاب کو

مُردوں کے لئے پونجی بنائی ہو۔

ہم نے ان کروڑوں انسانوں کو بے لگام چھوڑ دیا جن کی تبلیغ و ہدایت کا ہمیں ذمہ دار بنایا گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے جنگ اور تباہی کے وہ آلات بنائے جو ان کے اور ہم سب کے لئے تباہی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

چودہ صدیاں پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بشارت دی تھی۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنتی

میں نے تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ جب تک تم انکو مضبوط پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت۔

جب ہمارے آباؤ اجداد نے حقیقی معنوں میں اس کو مضبوط پکڑا اور اسے اپنی زندگی اور عمل کا دستور بنا لیا تو چند ہی سال میں ساری دنیا کے سردار اور انسانیت کے رہنما بن گئے۔ قرآن تو ہم روز پڑھتے ہیں مگر اس کی قرارت ہمارے حلق سے نیچے نہیں اترتی، ہم تو سلف صالحین سے زیادہ قرآن پڑھتے ہیں لیکن کسی طرح بس پڑھتے ہیں نہ فہم نہ تدبر نہ عمل۔ بلکہ ہم میں سے اکثر کی تلاوت پر تو بزرگوں کا یہ مقولہ صادق آتا ہے۔

کم من تال للقران والقران یلعنہ۔

کتنے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن خود انھیں کو لعنت کرتا ہے مثلاً

وہ پڑھتے ہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ، وَ هُوَ ظَالِمٌ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو

بسا اوقات ظالم وہ خود ہوتا ہے اور اللہ کی لعنت خود اس کی زبان سے اس پر پڑ جاتی ہے اور اس کو احساس تک نہیں ہوتا۔

مسلمانو! کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ہم اپنی غفلت سے بیدار ہو جائیں اور ضلالت سے اپنا دامن صاف کر لیں۔ آخر ہمارے علماء ان بدعات کے خلاف جنگ کرنے کے لئے کب کھڑے ہوں گے؟ اگر ان کے اندر ان بدعات کے خلاف لب کشائی کی ہمت نہیں تو اپنی دستار فضیلت اتار دیں یا کم از کم ان لوگوں کی تائید کریں جو ان بدعات کے خلاف لڑ رہے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ خود علماء دین ہی نے ان بدعات کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو مختلف آداب اور نفرت انگیز فتووں سے متہم کر رہے ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ ایسے نازک دور میں جبکہ ہم کو خاندانی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی خطرات نے ہر چہار طرف سے گھیر رکھا ہے، ہم اپنی گہری نیند سے بیدار ہو جائیں اور کتاب اللہ پر پوری طرح جم جائیں اور اس کی تلاوت غور و تدبر کے ساتھ کریں اور اسے زندگی کا منشور اور دستور حیات سمجھیں۔

آئندہ صفحات میں مردوں کے لئے قرآن خوانی کی مروجہ رسم کے متعلق بڑی اہم بحث آرہی ہے جس میں قبروں اور مردوں پر قرآن خوانی کرنے والوں کے ان توہمات اور جھوٹے دعوؤں کا پردہ چاک کیا گیا ہے اور صحیح دلائل سے اس کو واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا اور ثابت کیا گیا ہے کہ

اس من گھڑت رسم سے قرآن کا بے محل استعمال ہو رہا ہے جس کی وجہ سے اس کی عظمت قدر و منزلت اور مقصد نزول متاثر ہو رہا ہے۔ ہم اس مقدمہ کو ایک مفکر کی اس عبارت پر ختم کر رہے ہیں۔

"مسلمانو! تم ابھی تک دین کے نام نہاد ٹھیکیداروں اور کم علم ملاؤں کے غلام ہو اور تم ابھی تک اپنی زندگی کے قانون اور فقہ میں قرآن کی حکمت سے مدد نہیں لیتے ہو۔ قرآن جو تمھاری زندگی کا مقصد ہے اور تمھاری قوت کا سرچشمہ لیکن قرآن سے تمہارا لگاؤ زندگی کے لئے نہیں موت کے لئے ہے۔ جب زندگی کے کاموں سے فارغ ہو کر تم موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہو تو نزع کے عالم میں قرآن تم پر پڑھا جاتا ہے تاکہ تم سہولت سے مر جاؤ۔ کتنی عجیب بات ہے کہ قرآن تم کو زندگی اور قوت بخشنے آیا تھا اب اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ تم آرام سے مر جاؤ۔

ضرورت ہے کہ اسلام سے دور کرنے والی اس سڑی ہوئی تقلید کے خلاف بغاوت کیجائے اور دور جاہلیت کے عرب مشرکین سے زیادہ شرک کرنے والے ان قبر پرستوں کی اصلاح کی کوشش کیجائے جو مصائب کے وقت مردوں کی بوسیدہ ہڈیوں کی طرف رخ کرتے ہیں اور انھیں سے اپنی حاجات پوری کرنے کی درخواست کرتے ہیں، انھیں کو واسطہ بناتے ہیں ان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اس خیال سے کہ قبر والے ان کو اللہ کے قریب کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اکثر آیات میں ان قبر پرستوں کا مذاق اڑایا ہے جنھوں نے

مردوں سے استغاثہ کرکے اپنی عقلوں کو مسخ کر ڈالا اور اپنے ضمیر کو مار دیا ہے اور چونکہ کتاب اللہ کا دامن انھوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے شرک ان کے دلوں میں جم گیا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (الاحقاف ۵)	اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوسکتا ہے جو ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک ان کو جواب نہ دے سکیں اور انکو انکے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو۔

نیز فرمایا

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ	سود مند پکارنا تو اسی کا ہے اور جن کو یہ لوگ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کو کسی طرح قبول نہیں کرتے مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے تاکہ دور سے اس کے منہ تک آجائے حالانکہ وہ اس تک کبھی نہیں آسکتا
(الاحقاف ۱۴)	اور کافروں کی پکار بے کار ہے۔

ضرورت ہے کہ ہم شریعت محمدیہ کو بدعات سے پاک وصاف کریں اور اصلاح دین کی مشعل لے کر اٹھیں اسی پر ہماری دینی ترقی منحصر ہے اور اسی میں ہماری عزت

کارازمخفی ہے۔ اس لئے ہم علماء اور مفکرین اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ اصلاح اُمت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔

سوال

کیا قرآن خوانی کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے؟

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

اَمَّابَعْدُ۔ ہمارے ایک دینی بھائی نے ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ :- "کیا قرآن خوانی کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے؟

لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ اس موضوع پر تفصیل سے اپنے خیالات کا اظہار کر دیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ہم قبروں کی زیارت اور ایصال ثواب سے متعلق جملہ امور کا تفصیلی ذکر کر رہے ہیں۔

قبروں کی زیارت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

سنن ابی داؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو جاتے تو قبر کے پاس کھڑے رہتے[1] اور فرماتے "اپنے بھائی کے لئے ثابت قدمی کی دُعا مانگو کیونکہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا" اور ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ میت جب قبر میں رکھی جاتی تو آپ فرماتے "بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ" ان احادیث میں کبھی یہ ذکر نہیں آیا کہ آپ نے قبر پر کوئی سورہ پڑھی ہو جیسا کہ آج رواج عام ہو گیا ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی، آپ خود روئے اور آس پاس والوں کو بھی رولایا۔ آپنے فرمایا "میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی تھی کہ والدہ کیلئے مغفرت طلب کروں لیکن مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی اور میں نے اللہ سے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت مل گئی پس آپ لوگ بھی قبروں کی زیارت کریں کیونکہ قبریں موت کو یاد دلاتی ہیں اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہیں اور آخرت کی یاد تازہ کرتی ہیں۔

---

[1] افسوس کہ یہ سنت مٹتی جارہی ہے اور بہت کم لوگ دفن کے بعد قبر کے پاس ٹھہرتے ہیں کتنے تو ایسے ہیں جو جنازہ پڑھکر واپس آجاتے ہیں۔ کتنے قبر پر مٹی ڈال کر چلے آتے ہیں چند ہی رہ جاتے ہیں جو آخر تک کھڑے ہو کر دُعائے تثبیت پڑھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دستور نبوی صرف یہ ہے کہ مردوں کے لئے استغفار کیا جائے قرآن نہ پڑھا جائے یہی منقول[1] بھی ہے اور معقول بھی، کیونکہ قرآن میں تو در اصل دین کے احکام و آداب کا ذکر ہے اور حلال و حرام کا بیان ہے جس سے مردوں کو قطعی کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور قرآن و حدیث سے بھی یہی ثابت ہے۔

انسان مرنے کے بعد کن چیزوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے

میت کو انھیں چیزوں سے نفع پہنچتا ہے جن کو شریعت اسلامیہ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں مقرر کیا ہے۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

---

[1] قبروں کی زیارت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کا خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو دعا دی جائے، ان پر سلام کیا جائے، عبرت حاصل کی جائے، فاتحہ وغیرہ پڑھنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ قبروں کی زیارت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد دُعائیں منقول ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:-

السلام علیکم اہل الدیار	تم پر سلامتی ہو اے اس بستی کے اہل ایمان
من المومنین والمسلمین	واسلام، اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے
وانا انشاء اللہ بکم لاحقون	ملنے والے ہیں تم ہم سے پہلے ہو ہم تمہارے
انتم لنا فرط، ونحن لکم بالاثر	بعد آنے والے ہیں۔

۱۔ اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث، صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له۔ (مسلم)

جب انسان مرگیا تو اس کا عمل ختم ہو گیا سوائے تین طریقہ کے، صدقہ جاریہ وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے یا صالح اولاد اس کیلئے دُعا کرے۔

۲۔ نیز میت کو نفع اس حدیث کے مطابق بھی پہنچتا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے مومن کے عمل اور اس کی نیکیوں میں سے اس کی موت کے بعد جو اس کو پہنچتا ہے وہ علم ہے جو وہ کسی کو سکھائے اور پھیلائے اور نیک اولاد چھوڑے اور قرآن کا وارث بنائے یا مسجد تعمیر کرائے یا مسافر خانہ بنوائے یا ایسا صدقہ جو وہ اپنے مال میں سے نکالے اپنی صحت اور زندگی میں تو وہ اس کو اس کی موت کے بعد پہنچے گا۔ (ابن ماجہ)

۳۔ نیز میت کو اس کی موت کے بعد اس سنت حسنہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے جس کو اس نے اپنے عمل سے زندہ کیا اور اس کے بعد اس پر عمل ہوتا رہا جیسا کہ صحیح حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے۔ "جو شخص اسلام میں کوئی سنت جاری کرے تو اس شخص کو اس سنت کے اجراء کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا بھی جو اس سنت پر اسکی وفات کے بعد تک عمل کرتے رہیں گے لوگوں کے اجر میں سے کچھ کم کئے بغیر"

۴۔ اور جب میت کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کیجائے تب بھی اس کو ثواب ملتا ہے جیسا کہ بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ "میری والدہ کا انتقال ہو گیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اس کا

ثواب ملیگا؟" آپ نے فرمایا "ہاں بے شک"

۵۔ مسند احمد اور سنن میں حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا تو ان کے حق میں کونسا صدقہ افضل ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ "پانی" تو حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوایا۔ اور اعلان کروادیا کہ یہ اُم سعد کے ثواب کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ پانی ان صدقات میں سے ہے جس کا ثواب میت کو اس کی اولاد کی طرف سے پہنچتا ہے۔ اس حکم میں کنواں نہر، سبیل، پائپ مشین وغیرہ شامل ہیں۔

۶۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے والدین نے مال چھوڑا ہے اور اس کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی ہے۔ تو اگر میں انکے لئے صدقہ کروں تو کیا ان کے واسطے کافی ہوگا؟ آپ نے فرمایا "ہاں"

۷۔ اور میت کو مسلمانوں کی دعا اور اس کے لئے ان کے استغفار سے ثواب بھی پہنچتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ جَاءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ	اور جو لوگ ان کے بعد آئے کہتے ہیں
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا	اے ہمارے رب بخش دے ہم کو اور
وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا	ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے
بِالْاِيْمَانِ۔ (الحشر - ۱۰)	ایمان کے ساتھ گذر گئے۔

اور سنن میں مرفوعاً ہے کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خلوص سے

دعا مانگو۔

زندوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچنے کے سلسلے میں احادیث مذکورہ میں یہی مذکورہ بالا چیزیں ثابت ہیں لیکن ان میں کوئی ایک بھی ایسی دلیل نہیں جس سے مردوں کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآن پڑھنے یا کوئی مخصوص سورہ جیسے یٰسین وغیرہ پڑھنے کی بو بھی آتی ہو، یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا وظیفہ مثلاً سورہ اخلاص کا ایک لاکھ بار ورد یا لا الہ الا اللہ کی ہزاری تسبیح وغیرہ۔ اب ہم اس سلسلے میں مفسرین محدثین اور اصولیئین اور ائمہ مذاہب کے اقوال پیش کریں گے جن سے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو جائے گا کہ آج جو لوگ ماتم اور قبروں پر قرآن خوانی کی باتیں کر رہے ہیں اس سے شریعت اسلامیہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ تعلق نہیں۔

مفسرین کے اقوال

علامہ ابن کثیرؒ نے آیت کریمہ

أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ○	کیا جو باتیں موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہیں انکی
وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ○ أَلَّا	اس کو خبر نہیں پہنچی اور ابراہیمؑ کی جنھوں
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ○	نے (حق طاعت اور رسالت) پورا کیا
وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ○	یہ کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ

وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (النجم ۳۶ - ۴۱)

نہیں اُٹھائے گا اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائیگی پھر اسکو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

یعنی جس شخص نے کفر یا اور کسی گناہ کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا تو اس کا وبال اسی کے اوپر ڈالا جائیگا۔ کوئی دوسرا شخص وہ بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (سورۃ فاطر ۱۸)

اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ اٹھانے کو کسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اُٹھائے گا۔ اگرچہ قرابت دار ہی ہو۔

نیز ارشاد ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم ۳۹)

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

یعنی جسطرح اس پر دوسرے کا گناہ نہیں لادا جائے گا۔ اسی طرح اس کو اجر بھی اتنا ہی ملے گا جتنا وہ اپنے لئے کمائے گا۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

اور ان کے متبعین نے استنباط کیا ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ یہ مردوں کا عمل و کسب نہیں اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس کا حکم نہیں دیا اور اشارۃً و صراحتہً بھی اس طرف اُن کی رہنمائی نہیں فرمائی نہ اس کی ترغیب انھیں دی اور صحابہ کرام میں سے بھی کسی کی طرف سے یہ بات نہیں کہی گئی اگر میت کے لئے قرآن خوانی کوئی کار خیر ہوتا تو حضرات صحابہ کرام ہم سے پہلے اس کی سعادت حاصل کر لئے ہوتے۔ اعمال خیر میں صرف نصوص پر انحصار کیا جاتا ہے۔ رائے اور قیاس کو اس میں دخل نہیں البتہ دعا اور صدقہ کے بارے میں اتفاق ہے۔ شارع علیہ السلام کی طرف سے واضح نص موجود ہے کہ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

رہی وہ حدیث جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

إذا مات الانسان انقطع	جب انسان مرگیا تو اس کا عمل منقطع
عمله الا من ثلاث ولد صالح	ہوگیا سوائے تین طریقے سے صالح
يدعو له او صدقة جارية	اولاد اس کے لئے دعا کرے، ایسا
من بعده او علم ينتفع	صدقہ جو اس کی وفات تک جاری رہے
به	یا ایسا علم جس سے نفع اُٹھایا جاتا ہے

تو یہ تینوں چیزیں حقیقت میں میت ہی کا عمل اس کی کوشش اور محنت

کا نتیجہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

ان اطیب ما اکل الرجل من کسبه وان ولده من کسبه ؛	آدمی جو سب سے زیادہ پاکیزہ چیز کھاتا ہے وہ اس کی خود کی کمائی ہے اور اس کی اولاد اس کی بہترین کمائی ہے۔

اور یہ صدقہ جاریہ وغیرہ بھی انسان ہی کے عمل اور وقف کا نتیجہ ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَهُمۡ ؛ (سورۂ یٰسٓ ۱۲)	بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے ہیں اور جو نشان پیچھے رہ گئے ہیں ہم انکو قلمبند کر لیتے ہیں۔

اور جس علم کو اس نے عوام میں پھیلایا اور لوگوں نے اس کی پیروی کی وہ بھی میت ہی کا عمل اور سعی کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ صحیح سے ثابت ہے۔

من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه من غیر ان ینقص من اجورهم شیئًا ؛	جس شخص نے کسی ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کو عمل کرنے والوں کے اجر کا ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کچھ کمی نہ کی جائے گی۔

امام شوکانی رح:۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ (وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ انسان کو صرف اس کی کوشش کا اجر اور صرف اس کے عمل کی جزاء ملے گی۔ کسی کا عمل دوسرے کے کام نہیں آئے گا۔ لیکن آیت کا یہ عموم اس آیت کریمہ کو خاص کر دیتا ہے۔ (اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ) ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے درجہ تک پہنچا دیں گے۔" اسی طرح انبیاء اور ملائکہ کی شفاعت بھی اس کو خاص کر دیتی ہے جو وہ بندگان خدا کی فرمائیں گے۔ نیز مردوں کے لئے زندوں کی دعاؤں کی مشروطیت بھی اس کی مخصص ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ آیت مذکورہ بالا امور کی وجہ سے منسوخ ہو گئی ہے۔ ان کا یہ خیال درست نہیں۔ اس لئے کہ خاص عام کو منسوخ نہیں کرتا بلکہ اس کی فی الجملہ تخصیص کر دیتا ہے، لہٰذا ہر وہ چیز جس کے بارے میں یہ دلیل قائم ہو جائے کہ انسان کو اس کا نفع پہونچے گا، حالانکہ اس کی کوشش کو اس میں دخل نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیئے وہ بھی اس عموم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

علامہ رشید رضا:۔ صاحب تفسیر المنار نے آیت کریمہ:۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ (الانعام)	اور جو کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہونا ہے اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

کی تفسیر میں ایک لمبی بحث کے بعد فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے،

"قرآن خوانی اور اوراد و وظائف کا ثواب مُردوں کو بخشنے کا جو رواج عام ہوگیا ہے۔ نیز اجرت پر قرآن پڑھوانے اور اس مقصد کے لئے جائداد وقف کرنے کا جو چلن عام ہوگیا ہے وہ سب کا سب بدعت اور غیر شرعی عمل ہے ایسے ہی "اسقاط الصلوٰۃ" کا مسئلہ بھی ہے۔ اگر ان باتوں کی دین میں کوئی اصل ہوتی تو ہمارے اسلاف اس سے ناواقف نہ رہتے۔ اگر ان کو اس کا علم ہوتا تو اس کو اس طرح بے کار اور مہمل نہ چھوڑتے، ضرور اس پر عمل کرتے۔ نیز علامہ مرحوم نے فرمایا کہ مردوں پر سورہ یٰسین پڑھنے کی روایت صحیح نہیں ہے۔ اس بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث مروی نہیں ہے۔ جیسا کہ محدث دارقطنی کا بیان ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ آج شہر اور دیہات میں مردوں کے لئے "فاتحہ" پڑھنے کا رواج جو عام ہوگیا ہے اس بارے میں بھی نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ ضعیف اور نہ موضوع ہی بلکہ یہ ایک ایسی بدعت ہے جو دلائل و نصوص قطعیہ کے سراسر منافی ہے۔ اس کا رواج تو محض اس طرح پڑ گیا کہ نام نہاد علماء جبہ پوش نے اس پر چپ سادھ لی اور عوام اس کے ساتھ چپک گئے اور اسے سنت مؤکدہ بلکہ فرض کا درجہ دے دیا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ مسئلہ امور تعبدیہ میں سے ہے جس کا دارومدار کتاب و سنت کی دلیل اور قرن اوّل کے سلف صالحین کا عمل ضروری ہے۔

قرآن مجید کی صریح نصوص اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ مقررہ قاعدہ معلوم ہوچکا ہے کہ آخرت میں لوگ اپنے ہی اعمال کی جزاء پائیں گے۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۚ — جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کرسکے گا۔

وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ (لقمان ۳۳) — اور اس دن کا خوف کرو نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص رشتہ داروں کو اللہ کا یہ حکم پہنچا دیا ہے۔

اعملوا لا اغنی عنکم من اللہ شیئاً۔ "عمل کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا" معلوم ہوا کہ آخرت میں نجات کا دارو مدار ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ نفس کو صاف ستھرا کرنے پر ہے۔

علامہ مرحوم نے حافظ ابن حجرؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کچھ قرآن پڑھا اور دعا میں کہا کہ اے اللہ میں نے جو کچھ قرآن پڑھا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی میں اضافہ کا ذریعہ بنا تو حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ یہ بعد کے قاریوں کی ایجاد ہے۔ پچھلے لوگوں میں تو

ہم نے اس کی بابت کچھ نہیں سُنا نہ جانا ہم تو یہی کہیں گے کہ اکثر کٹھ مُلا جو قرآن کی ایک آیت کا معنی تک نہیں جانتے انھیں آیت

وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔	اور جو کچھ رسول تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ۔

کا معنی معلوم ہے اور نہ انھیں اس صحیح حدیث کا علم ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَن عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد۔	جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا دین نہ تھا وہ مردود ہے۔

اور یہ حدیث

شر الامور محدثاتها وکل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة	تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہے جو دین میں نیا پیدا کیا گیا ہو اور ہر نیا پیدا کیا گیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

بس یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن کو اپنی خوراک کا ذریعہ بنا لیا ہے، ان کا حساب اللہ ہی کے ذمہ ہے[1]۔

---

[1] انکے علاوہ اور بھی صحیح احادیث اسی مضمون کی ہیں جنھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بقیہ صفحہ دیگر)

ائمہ حدیث کے اقوال

امام نووی رح نے شرح مسلم میں " وصول ثواب الصدقۃ عن المیت " میں حضرت عائشہ رض کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا "یارسول اللہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور وصیت نہیں کی اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بول سکی ہوتیں تو ضرور صدقہ کرتیں لہٰذا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب ملے گا ؟ آپؐ نے فرمایا " ہاں بے شک "۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میّت کی طرف سے صدقہ میّت کو فائدہ پہنچاتا ہے اور صدقہ کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اس پر بھی اجماع کہ دعا بھی میت کو پہنچتی ہے اور قرض بھی میّت

قرآن کی بابت فرمایا ہے۔ اقرءُ والقرآن ولاتاکلوا بہ ولاتستکثروا بہ ولاتجفوا عنہ ولاتغلوا فیہ ۔ "قرآن پڑھو اور اس سے کھاؤ مت، اس سے مال مت بڑھاؤ، اس سے سختی اختیار مت کرو، اس میں غلو مت کرو "۔

سختی کرنے کا مطلب یہ کہ اس پر عمل ترک مت کرو اور غلو و تحریف سے کام مت لو۔ اس کے غلط معانی و تفسیر نہ کرو، وغیرہ ۔

کی طرف سے ادا ہوتا ہے اور میت کی طرف سے حج بدل بھی صحیح ہے۔ نذر کے روزے کی قضا بھی جائز ہے۔ اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہیں اور سب کے بارے میں نصوص موجود ہیں اور ہمارا یہ معروف مذہب ہے کہ قرآن کی قراءت کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔"

امام صنعانیؒ نے "سبل السلام" میں عبداللہ بن عباسؓ کی اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی قبروں کے پاس سے گذرے اور ان کی طرف رُخ کر کے فرمایا:۔

السلام علیکم یا اهل القبور — اے قبر والو تم پر سلام ہو، اللہ ہم کو اور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا — تم کو بخش دے، ہم تمہارے بعد آنے ونحن بالاثر۔ (ترمذی) — والے ہیں۔

امام صنعانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ آدمی جب کسی کے لئے دعا یا استغفار کرے تو پہلے اپنے لئے دُعا اور استغفار کرے۔ قرآن کی دعائیں بھی ایسی ہی ہیں مثلاً (ربنا اغفر لنا ولاخواننا) اے ہمارے رب بخش دے ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو" (فاستغفر لذنبک وللمومنین) بخشش مانگئے اپنے گناہ کے لئے اور ایمان والوں کے لئے۔"

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ اور اس طرح کی دُعائیں بلا اختلاف میت کے لئے مفید ہیں لیکن امام شافعیؒ کے بقول قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو

نہیں پہنچتا۔

امام شوکانی رح نے منتقی کی شرح میں فرمایا ہے کہ امام شافعی رح اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت کا مشہور مذہب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور ہم کہتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت مردوں کیلئے مفید نہیں اور نہ قرآن قبروں پر پڑھا جائے اس کی واضح دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔

اقرؤا سورة البقرة فی بیوتکم ولا تجعلوها قبورا	اپنے گھروں میں سورۃ بقرہ پڑھو اور اور ان کو قبرستان مت بناؤ۔

بیہقی

نیز فرمایا

صلوا فی بیوتکم ولا تتخذوها قبورا (ترمذی)	اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور ان کو قبرستان مت بناؤ۔

اگر مُردوں کو ثواب پہنچانے کے لئے ان کی قبروں پر قرآن پڑھنا مفید ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ایمان والوں کے ساتھ رؤف و رحیم تھے یہ نہ فرماتے کہ قرآن اور نماز گھروں میں پڑھو اور گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔

آپ نے ایسا محض اس لئے فرمایا کہ قبریں قرآن کی تلاوت اور نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زندگی میں ایک بار

بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے قبروں پر قرآن یا قرآن کی کچھ سورتیں پڑھی ہوں ، جبکہ آپ نے کثرت سے قبر کی زیارت فرمائی اور لوگوں کو زیارتِ قبور کے آداب وطریقے کی تعلیم بھی دی ۔

آئمۂ مذاہبِ اربعہ کے اقوال

امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ملّا علی قاری حنفی نے "الفقہ الاکبر" صفحہ ۱۱۰ میں لکھا ہے کہ

ثم القرأة عند القبور مكروهة عند ابی حنيفة ومالك واحمد رحمهم الله فی رواية لانه محدث لم ترد به السنة وكذلك قال شارح الاحياء	امام ابو حنیفہؒ ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک قبروں کے پاس قرآن کا پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ وہ بدعت ہے اس کے بارے میں حدیث وارد نہیں ہے شارح احیاء العلوم کا بھی یہی بیان ہے۔[۱]

۱؎ حنفی مذہب کا فتویٰ ۔ امام برکوی نے اپنی کتاب "الطریقۃ المحمدیہ" کی تیسری فصل اور مبدعہ و باطلہ کے بارے میں لکھا ہے کہ لوگ یہ سمجھ کر اس پر مائل ہیں کہ کار ثواب ہے۔ مثلاً میت کی اس وصیت کو پوری کرنا کہ اس کی وفات یا اس کے بعد کسی دن کھانا تیار کر کے کھلانا اور ایصال ثواب کے لئے قرآن پڑھنے والوں کو روپیہ دینا اور تسبیحات کا

علامہ عز بن عبد السلامؒ سے پوچھا گیا کہ قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میت کو جو ہدیہ کیا جاتا ہے تو یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ تو علامہ موصوف نے جواب دیا کہ تلاوت قرآن کا ثواب تلاوت ہی کرنے والے کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے سوا دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ نیز فرمایا "مجھے تعجب ہے کہ کچھ لوگ اس کو خوابوں کے ذریعے ثابت کرتے ہیں جبکہ خواب اس کے لئے دلیل نہیں ہو سکتے۔

امام مالکؒ کا مذہب شیخ ابن ابی جمرہ کا بیان ہے کہ قبروں کے پاس قرآن پڑھنا سنت نہیں بدعت ہے (المدخل) اور شیخ الدردیر نے اپنی کتاب "شرح الصغیر ص ۱۸۰) میں لکھا ہے" قرآن کا کوئی حصہ موت کے وقت پڑھنا اور مرنے کے بعد قبروں پر پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ سلف صالحین کا عمل نہیں۔ ان کا معمول تو تھا مردوں کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا اور قبروں سے عبرت حاصل کرنا۔

امام شافعیؒ کا مذہب قرآن خوانی کے ثواب کا میت تک نہ پہونچنے کے بارے میں امام شافعیؒ نے قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

پڑھنا سب بدعت باطل اور اس کی اجرت حرام ہے اور اسکا پڑھنے پڑھانے والا گنہگار ہے۔

اور اس حدیث سے

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انقطع عملہ۔ الخ — جب انسان مرگیا تو اس کا عمل منقطع ہوگیا۔

امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشنا اور میت کی طرف سے نماز پڑھنی وغیرہ کے بارے میں امام شافعی اور جمہور کا یہ مسلک ہے کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہونچتا۔ امام نووی نے شرح مسلم میں اس مضمون کو کئی جگہ دہرایا ہے۔

اور "شرح المنہاج لابن النحوی" میں لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو نہیں پہونچتا۔

امام احمد بن حنبل کا مذہب

امام احمد بن حنبل جب قبر پر کسی کو قرآن پڑھتے دیکھ لیتے تو فرماتے "اے شخص قبر پر قرآن پڑھنا بدعت ہے، اور یہی جمہور سلف کا بھی قول ہے۔ نیز آپ کا فتویٰ ہے۔

القراۃ علی المیت بعد موتہ بدعۃ۔ میت پر وفات کے بعد قرآن پڑھنا بدعت ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں، یہ سلف صالحین کی عادت نہ تھی کہ جب وہ نفلی نماز پڑھتے یا نفلی حج کرتے یا قرآن پڑھتے تو اس کا ثواب مسلمان مردوں کو بخشتے۔ لہذا سلف صالحین کے طریقے سے ہٹنا نہیں چاہئے۔ رہی حدیث ...

اقرؤا وعلی موتاکم یٰس۔ اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو، تو حدیث مضطرب الاسناد و مجہول السند ہے۔ اگر یہ صحیح بھی مان لی جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میت پر یٰس پڑھی جائے بلکہ مر رہے ہوں تو ان پر۔

امام ابوالحسن البعلی کا بیان ہے کہ مزدوری پر قرآن پڑھوانا جائز نہیں اور نہ ہی اس کا ثواب بخشنا جائز ہے کیونکہ اس بارے میں علماء سلف سے کچھ منقول نہیں۔ اور قاری جب روپے کے لئے پڑھے گا تو اس کو ثواب ہی نہیں ملے گا۔ پھر وہ میت کو کیا چیز بخشے گا، میت کو تو عمل صالح ہی پہنچتا ہے۔ اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ قرآن کی تلاوت کا ثواب پڑھنے والے ہی کو ملتا ہے۔ میت کو نہیں پہنچتا۔

اگر قرآن خوانی کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تو ایک مسلمان بھی جہنم میں نہ جاتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس حرف کے بدلے ایک سے دس تک نیکی ملے گی۔ الٓمٓ ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے"

جب قرآن خوانی ہی سے مردوں کی بخشش ہو جاتی ہے تو آخر قبروں پر ٹیپ ریکارڈ کیوں نہیں رکھ دیئے جاتے تاکہ ریکارڈ کیا ہوا قرآن دن رات قبر پر بجتا رہے اور قرآن کی آواز سے مردوں کی بخشش ہوتی رہے؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

عُلماءِ اُصول کے اقوال

"طریق الوصول الی ابطال البدع بعلم الاصول" کے مصنف کا بیان ہے کہ عوام آج جو بدعات کرتے ہیں اُن کی چند مثالیں یہاں پیش کی جارہی ہیں۔

اوّل۔ میت پر رحمت کی نیت سے قبروں پر قرآن کا پڑھنا اس کی ضرورت اور حاجت کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام نے اس کو نہیں کیا۔ میت کے ساتھ شفقت کے تقاضے کے باوجود اس کا ترک واضح دلیل ہے کہ اس کا کرنا بدعت ہے اور اس کا ترک سنت ہے۔ کیونکہ یہ بات کسی بھی طرح عقل میں نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو امت کے لئے رؤف ورحیم تھے ایک ایسا عمل ساری عمر ترک فرمادیں اور کبھی ایک بار بھی نہ کریں جس کا نتیجہ اُمت کے لئے رحمت اور نفع بخش ہوتا۔

دوم۔ مقررہ تعداد میں "صمدیہ یا جلالہ" کا پڑھنا، قرآن بذات خود تلاوت کرنیوالے کے لئے عبادت ہے۔ بندہ اس کی تلاوت اور سماعت سے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اس میں کسی کو کلام نہیں، بحث تو صرف اس بات میں ہے کہ میت کی گردن کو جہنم سے نجات دلانے کے لئے قرآن پاک پڑھنا کیسا ہے؟

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن مردوں کے لئے نہیں اترا بلکہ زندوں کے لئے

اترا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿يٰسٓ - ۶۹﴾	یہ تو محض نصیحت اور صاف قرآن ہے تاکہ اس شخص کو جو زندہ ہو ہدایت کا راستہ دکھائے اور کافروں پر بات پوری ہو جائے۔

اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اطاعت اور عمل کرنیوالے کو انعام کی بشارت دے اور نافرمانوں کو سزا کی وعید سنائے، یہ اس لئے اترا تھا کہ ہم اس کے ذریعے اپنے نفوس کو سنواریں اور اپنے حالات کی اصلاح کریں۔ دوسری آسمانی کتابوں کی طرح قرآن کو بھی اللہ نے محض اس لئے نازل کیا تھا کہ اس کی ہدایت پر لوگ عمل کریں اور اس کی رہنمائی سے راہ یاب ہوں۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے

ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم ويبشر المومنين الذين يعملون الصّٰلحٰت ان لهم اجرا كبيرا وان الذين لا يومنون بالآخرة اعتدنا لهم عذابا اليما۔ (الاسراء ۹)	یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے اجر عظیم ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے لئے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فرمائیے کیا آپ نے کبھی یہ بھی سنا ہے کہ آسمانی کتابوں میں سے کوئی ایسی کتاب بھی تھی جو مردوں پر پڑھی جاتی تھی یا جس سے مزدوری اور صدقہ لیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی کو یوں ارشاد فرمایا ہے۔

قل ما اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین ان ھو الا ذکر للعٰلمین ولتعلمن نبأہ بعد حین (سورۃ ص - ۸۸)

اے پیغمبر کہہ دو میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں، یہ قرآن تو اہل علم کے لئے ایک نصیحت ہے اور تم کو اس کا حال ایک وقت کے بعد معلوم ہو جائے گا۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام پر "صمدیہ" اور "جلالہ" مقررہ تعداد میں پڑھا کرتے تھے تاکہ ان کی گردن جہنم سے آزاد ہو جائے؟ حالانکہ آپ جانتے تھے کہ جو خطا سے معصوم نہیں ہیں ان کو گناہوں کے کفارہ اور مرتبہ کی بلندی کی سخت حاجت ہے۔ کیا آپ کی سنت یہ نہ تھی کہ اپنے اصحاب کو دفن فرمایا کرتے تھے اور ہر شخص اپنے کام پر چلا جاتا اور مرنے والا اپنے عمل کا ذمہ دار ہوتا تھا آپ کا یہی طریقہ تھا اور اسی کی اقتدا کرنی چاہئے۔

بعض بدعات کا بیان

قبر پر فاتحہ خوانی

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی بابت مشہور ہے کہ آپ قبر پر سُورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا آخر پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے، حالانکہ یہ اثر شاذ ہے اس کی سند نہیں ہے، اور صحابۂ کرام میں سے کسی نے بھی اس کی موافقت نہیں فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ صمدیہ، معوذتین، الھاکم التکاثر، الکافرون کی تلاوت اور مردوں کو اس کا ثواب بخشنا باطل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور صحابہ کرام کا عمل اس کی تائید نہیں کرتا۔

سڑکوں اور مزاروں پر قرآن کی تلاوت

مزاروں، سڑکوں اور عام شاہراہوں پر بھیک مانگنے کے لئے قرآن پڑھنا بدعت اور حرام ہے، اس لئے کہ قرآن کو بھیک مانگنے کا ذریعہ بنانا ہی ایک ذلیل کام ہے۔ اس سے کلام الٰہی کی اہانت اور رسوائی ہوتی ہے۔ اسلام نے سوال کرنے اور بھیک مانگنے کی عام طور پر مذمت کی ہے لیکن قرآن کے ذریعہ بھیک مانگنے کو تو سخت ممنوع اور حرام قرار دیا ہے۔

برسی کا اہتمام

میّت کی وفات کے دن اس کی برسی منانے کے لئے شامیانے لگانا جہاں تعزیت کیلئے آنے والے لوگ تسبیحات پڑھیں

اور اس کا ثواب میت کو بخشیں، یہ سب کھلی بدعت ہے۔ جہاں تک شامیانے کا تعلق ہے یہ اہتمام خود ایک بدعت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے میت پر اس کا عمل سایہ دیتا ہے نہ کہ خیمے، اسی طرح جنازے سے واپسی کے بعد تعزیت کرنے والوں نیز فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا۔ اسی طرح جمعرات کے دن اور وفات کے چالیسویں دن اور برسی کے دن کھانا کھلانا، محفل منعقد کرنا۔ قل کا وظیفہ پڑھوانا سب بدعت محرمہ ہے، جس کا کوئی ثبوت نہ عمل نبویؐ سے ہے نہ عمل صحابہ سے، یہ سب کسب معاش اور اسراف اور مال و اسباب کی بربادی کا ذریعہ ہے۔

چالیسویں کی بدعت

میت کی وفات کے بعد چالیسویں تک ہر جمعرات کو غم تازہ کرنا اور وفات کے بعد پہلی عید کو خاص طور پر غم منانا اس دن قاریوں کا اہتمام کرنا اور تعزیت کے لئے لوگوں کا انتظار کرنا وغیرہ یہ سب بدعت اور حرام ہے۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے اسناد صحیح کے ساتھ عبداللہ البجلیؒ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میت کے دفن کے بعد میت والوں کے یہاں جمع ہونا اور میت والوں کی طرف سے کھانا بنانا وغیرہ کو نوحہ کے برابر سمجھتے تھے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ فعل جاہلیت ہے۔

قبروں پر اجتماع

عید اور جمعہ کے دن عورتوں اور مردوں کا قبروں پر جاکر جمع ہونا اور کھانے پینے کی چیزوں کا تقسیم کرنا اور

کچھ مُلّا لوگوں سے قرآن پڑھوانا اور انھیں اس کی اجرت ادا کرنا یہ سب امور صریح بدعت اور فعل حرام ہیں عید کے دن کی خصوصیت کا کوئی ثبوت نہیں اسی طرح قبروں پر قرآن پڑھوانا بے اصل چیز ہے اور اس کو روزی کمانے کا ذریعہ بنانا اور بھی بُرا ہے۔

شبینہ رمضان کے مہینے میں رات بھر میں پورا قرآن پڑھوانا اور اس کے لئے خاص محفل منعقد کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے اصحاب کے عمل کے خلاف ہے۔ کسی بھی صحیح اور معتبر کتاب میں اس کا ثبوت موجود نہیں۔

شریعت کا مطالبہ تو یہ ہے کہ ہم خود اس کی تلاوت کریں آپس میں مذاکرہ کریں اس کے معانی پر تدبر کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ عبادت کے لئے کمربستہ ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھے اور شب بیداری فرماتے تھے (بخاری و مسلم) لیکن قرآن کے لئے شبینہ کا انعقاد اور حفّاظ سے اجرت پر قرآن پڑھوانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

قرآن سے عملیات کسی شخص کو ہلاک کرنے یا کسی گروہ کو نقصان پہنچانے کی نیت سے چالیس مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھنا۔ تعجب ہے کہ ایسے لوگوں کے ذہن سے یہ بات کیسے غائب ہو گئی کہ اللہ نے قرآن کو "شفا" اور "رحمت" بنا کر بھیجا ہے اور جس کے قلب اطہر پر قرآن کو نازل فرمایا تھا اُس کو "رحمت للعالمین" بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ قرآن اس لئے نہیں نازل ہوا ہے کہ ہم اس سے بدبختی حاصل کریں ہمیں افسوس

ہے کہ جہلاء قرآن کو کہاں کہاں اور کیسے کیسے غلط کاموں کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ قرآن کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کو جس کام کے لئے چاہو استعمال کرو۔ وہ سب کام کے لئے مفید ہے۔ یہ عقیدہ باطل اور کذب ہے اور سورۂ یٰسین کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جس مقصد کے لئے پڑھی جائے گی وہ مقصد پورا ہوگا۔ نہایت لغو اور غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی باتوں کا منسوب کرنا بھی کذب و افتراء ہے۔

سُورۂ کہف کی تلاوت کا مخصُوص طریقہ

جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے مسنون ہے۔ البتہ اس کے پڑھنے کی کوئی مخصوص کیفیت نہیں بیان فرمائی گئی ہے بلکہ ہر مسلمان مرد اور عورت کو الگ الگ اپنے طور پر پڑھنا چاہئے لیکن اب اس کے پڑھنے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن ایک قاری مصلیوں کے سامنے تلاوت کر دیتا ہے اور لوگ اس کو سُنکر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ سورۂ کہف کی سنت ادا ہو گئی حالانکہ سورۂ کہف کی تلاوت کا یہ طریقہ کہیں بھی احادیث میں نہیں بتایا گیا ہے، بلکہ یہ ایجاد و بدعت ہے جس سے قطعی طور پر بچنا چاہیئے اور سب کو فرداً فرداً اس کی تلاوت کرنی چاہیئے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من قرأ العشر الاواخر من — جس نے سورۂ کہف کی آخری دس

سورۃ الکہف عصم من آیتیں تلاوت کیں وہ دجال کے
فتنۃ الدجال (مسند احمد، مسلم، نسائی) فتنے سے محفوظ کیا جائے گا۔

اسی طرح سورہ الملک کا ایک ہی آواز میں سب کا مل کر پڑھنا جیسا کہ "جماعت خلوتیہ" کا طریقہ ہے۔ اس مخصوص طریقہ پر سورۂ تبارک کی تلاوت صریح بدعت ہے۔

ویسے فی نفسہ سورۂ الملک کی تلاوت سنت ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ قرآن کی ایک سورہ نے جس کی تیس آیات ہیں، ایک شخص کی شفاعت کی اور وہ بخشا گیا اور وہ سورہ "تبارک الذی بیدہ الملک" ہے۔

"الفاتحہ" کی بدعت

نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی ارواح کو ایصال ثواب کے لئے فرض نمازوں کے بعد "الفاتحہ" پڑھنا اس عقیدے کے ساتھ کہ ان نفوس قدسیہ کی روحوں کو سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے نتیجے میں یہ پڑھنے والے حضرات کے مرنے کے بعد اس کے غسل اور قبر میں سوال کے وقت موجود رہیں گے، افسوس یہ کتنی صریح جہالت اور گمراہی ہے۔ جس کی نہ کوئی سند ہے نہ دلیل، ایسے لوگوں کی عقلوں پر تو خود ماتم کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح نماز کے بعد دعا سے فارغ ہوتے ہی فاتحہ پڑھنے کا رواج ہے اور کہیں کہیں نماز جمعہ سے فارغ ہوتے ہی حضرت امام حسین علیہ السّلام کیلئے

فاتحہ پڑھنا بھی بدعت ہے۔ اسی طرح قبر یا کسی قبہ سے گذرتے وقت قبلہ رد ہوکر کھڑے ہو جانا اور ہاتھ اٹھاکر قبر اور قبہ والے کے لئے فاتحہ پڑھنا اور پھر صاحب قبر ہی سے مدد مانگنی نیز دفن کے بعد قبرستان سے نکلتے وقت چالیس قدم کے بعد "الفاتحہ" پڑھنا، نیز عام مسلمان مردوں کی روحوں کو ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ پڑھنا جہل و بدعت ہے۔

سواری روانہ ہونیکے وقت الفاتحہ کی بدعت

ریل یا ہوائی یا بحری جہاز کے روانہ ہوتے وقت اولیاء اللہ کے لئے کچھ لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں تاکہ وہ سفر میں مسافر کی حفاظت کریں، حالانکہ یہ کھلی ہوئی جہالت بلکہ ضلالت اور شرک ہے۔ مشروع طریقہ یہ ہے کہ سفر کے لئے نکلتے وقت خود کو اور اولاد و مال کو اللہ کے حوالے کر دیا جائے اور غیر اللہ سے ہرگز مدد و حفاظت کی درخواست نہ کیجائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت	جب سوال کرو تو اللہ سے کرو،
فاستعن بالله واعلم ان الأمة	جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو اور
لو اجتمعت علی أن ینفعوك بشیٔ	یقین رکھو کہ اگر ساری امت متحد
لم ینفعوك الا بشیٔ قد کتبه	ہو جائے کہ تم کو ذرا بھی فائدہ پہنچا دے
الله لك، ولو اجتمعوا علی ان یضروك	تو جتنا اللہ نے فائدہ پہنچانا مقرر کیا ہے
بشیٔ قد کتبه الله علیك	اس سے کچھ بھی زیادہ فائدہ نہیں

رفعت الأقلام وجفت الصحف۔

پہنچا سکتے اور اگر سب لوگ مل کر چاہیں کہ تم کو ذرا بھی نقصان پہنچا دیں تو جتنا اللہ نے لکھا ہے اس سے زائد نہیں پہنچا سکتے قلم اٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک کر دئے گئے۔

(رواہ احمد والترمذی)

اسی طرح مروجہ "الفاتحہ" بے اصل اور من گھڑت ہے۔ اس کے بدعت اور ضلالت ہونے میں صرف انھیں کو تامل اور تذبذب ہو سکتا ہے جو تقلید و شخصیت پرستی کے شکار ہوں گے۔

قرآن کی تعویذ قرآن کی تعویذ بنا کر یا اس کا کچھ حصہ لکھکر نظر بد سے بچنے کے لئے بچوں یا بڑوں کے گردن میں لٹکانا یا موٹر کار پر لٹکانا بھی بدعت ہے۔ اس سلسلے میں مشروع اور مسنون یہ ہے کہ سونے کے وقت آیۃ الکرسی اور معوذتین یا احادیث میں جو دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کو پڑھا جائے اسی طرح سورہ الم نشرح کاغذ پر لکھکر دوکانوں پر لٹکانا تاکہ اس کی برکت سے گاہک زیادہ آئیں، حالانکہ چاہئے تو یہ کہ دوکاندار اپنے گاہکوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور حسن معاملہ اختیار کریں۔ سچائی اور حسن خلق کے ساتھ بے مناسب دام بڑھانے سے بھی پرہیز کریں تو گاہک خود بخود کھنچ کر آئیں گے۔ رہی تعویذ تو آپ ﷺ نے تعویذ لٹکانے

سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:۔
من علق تمیمۃ فقد اشرك (مسند، حاکم) جس نے تعویذ لٹکایا
اس نے شرک کیا۔

قبروں پر نذر و ذبیحہ و ختم قرآن کی بدعت

قبروں پر مردوں کی برسی کے دن ختم قرآن کرانا اور جانور ذبیحہ کرکے
قرآن خوانی اور برسی کی تقریب میں شریک ہونے والوں کو کھانا کھلانا، اور
قبر پر نقد روپے پیسے کی شکل میں نذر پیش کرنا اور ان سب اعمال کے ساتھ
یہ عقیدہ رکھنا کہ صاحبِ قبر ان چیزوں سے خوش ہوکر ہمیں فائدہ پہنچائیں
گے اور ہمیں نقصان سے بچائیں گے اور یہ کہ صاحبِ قبر ہدایا کو قبول فرماتے
ہیں، سخت بدعت بلکہ شرک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر
لعنت فرمائی ہے۔

ملعون من ذبح لغیر اللہ (مسلم) جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا وہ ملعون ہے

نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کے لئے شرک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں گیا۔
اور دوسرا ایک مکھی کے سبب جہنم میں گیا، لوگوں نے سبب پوچھا تو آپؐ
نے فرمایا کہ پچھلی امت میں دو لوگ سفر کرتے ہوئے ایک استھان کے

پاس سے گذرے جہاں ایک بُت تھا۔ مجاوروں نے دونوں کو کچھ نذر پیش کرنے کی تاکید کی اور دھمکی دی کہ کچھ بھی پیش کرنا ضروری ہے چاہے ایک مکھّی ہی سہی، ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ ایک شخص نے ڈر کے مارے ایک مکھّی بُت پر بھینٹ چڑھا دی جس کے سبب وہ جہنم میں گیا، دوسرے نے مکھّی بھی نذر کرنے سے انکار کیا تو اسے شہید کر دیا گیا جس کے سبب وہ جنت میں داخل ہوا۔ (مسلم)

آئینہ

جمعیۃ اہلِ حدیث جموں وکشمیر

جمعیۃ کی تاسیس	۱۹۲۴ء
جمعیۃ کا پہلا نام	انجمن اہلِ حدیث
جمعیۃ کا دوسرا نام	جمعیۃ اہلِ حدیث جموں وکشمیر

جمعیۃ کے مراکز

ضلع مراکز	۱۴	اساتذہ کلیات	۱۸
تحصیل مراکز	۴۹	مکاتب ومساجد	۶۰
اکائیاں	۳۵۰	اساتذہ مکاتب ومساجد	۶۰
مساجد	۲۰۰	طلباء مکاتب ومساجد	۱۲۰۰
ائمہ وخطباء	۲۰۰	مکتبہ جات	۲
گشتی مبلغین	۱۰	عملہ مکتبہ جات	۳
مدارس عصریہ	۱۱	لائبریریاں	۱۰۰
طلباء مدارسِ عصریہ	۲۳۵۰	اخبار ورسائل (اخبار مسلم)	۱
اساتذہ مدارسِ عصریہ	۹۳	تعداد مطبوعات کتب	۲۵
کلیات عربی	۱	مرکزی لائبریری	۱
طلباء کلیات	۱۰۰		

آئندہ کے منصوبے

۱- طبیہ کالج کا قیام
۲- ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام
۳- ایک پرنٹنگ پریس
۴- یتیم خانہ
۵- مسافرخانہ وسرائے
۶- ایک علمی ادبی میگزین کا اجراء

اپیل

دینی تعلیمی اداروں کی بقا اہلِ خیر اور ہمدردوں کے تعاون پر منحصر ہے خصوصاً ایسے ملک اور معاشرہ میں جہاں اسلامی ادارے کسی سرکاری سرپرستی اور مراعات سے محروم ہوں، صرف یہی تعاون ان کی شہ رگِ حیات کو تازہ رکھتا ہے ملت کے لئے ان اداروں کی سرپرستی اور مالی تعاون ایک روایت نہیں بلکہ اہم ترین ملی و دینی فریضہ ہے جس سے انحراف خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ہماری سینکڑوں سالہ ملی و جماعتی تاریخ شاہد ہے کہ یہ ادارے اصحابِ خیر کے تعاون سے ہی دینی تعلیم و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ یہ پاکیزہ روایت آج بھی قائم ہے اور انشاء اللہ ملت و جماعت میں ایثار و تعاون کا یہ جذبہ اخیر تک برقرار رہے گا۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر بھی وقت کا وہ اہم ترین قدم ہے جو دین خالص کی بقا اور قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ یہ قدم آگے ہی بڑھتا رہے اور اس مقدس شمع کی روشنی دور و نزدیک پھیلتی رہے اس کے لئے آپ کو بھی ایثار و تعاون کا قدم بڑھانا ہے۔ آپ کے ہم قدم ہونے پر ہی یہ کارواں منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ والسلام

(سکریٹری ٹرسٹ)